اسلامی حکومت کے مقاصد

از: مصطفیٰ اربابی

اس مقالہ میں اسلامی حکومت کے مقاصد کو تین حصوں میں بڑے اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

۱۔ روئے زمین پر خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت: تاکہ دنیا کے تمام انسان قدرتی نظام کے ثمرات اور فوائد سے بہرہ ور ہوں اور انسان نظام قدرت و خلقت کے تمام شعبوں سے ہماہنگ اپنے بنیادی مقصد کی طرف جس کی وجہ سے ان کی تخلیق عمل میں آئی ہے، پیش قدم ہو سکے اور آخر مرحلہ میں وہ عنایات الٰہی کے فیض سے بہرور ہو سکے۔ ''فادخلی فی عبادی وادخلی جنّتی "(سورہ الفجر۔ آیت۲۹)

۲۔ جاہلیت کی نفی وتردید تاکہ اس وسیلہ سے انسانی عقائد، اخلاق اور سلوک میں رشد واصلاح کی زمین ہموار ہو سکے اور انسان شر اور فساد کے عوامل کی تردید کی توفیق حاصل کرلے کیونکہ جاہلیت اور جاہلانہ معیار کی نفی کے بغیر انسان کے لئے رشد وکمال کے تمام راستے بند ہوتے ہیں۔

۳۔ دنیا میں عدل وانصاف کی اشاعت:- تاکہ اس کے سایہ میں امانتوں کو ان کے مستحقین تک پہونچایا جا سکے۔ انسان کی زندگی عدل وانصاف کے پیرائے میں کامیاب ہو اور معاشرہ میں عدل وانصاف کا بول بالا ہو سکے۔ اور تمام اشیاء اپنے مناسب مقامات پر قائم رہیں یہاں تک کہ انسانی نظام حیات کا کوئی شعبہ کسی دوسرے شعبہ پر ظلم وتجاوز نہ کر سکے۔ اور بالآخر انسانی زندگی میں توازن وتعاون برقرار رہے۔ اور انسان ترقی کے راستہ پر گامزن رہے۔ امید ہے کہ ہماری یہ پیشکش قارئین کو پسند آئے گی۔ (ادارہ)

اسلامی حکومت کے مقاصد

الف: روئے زمین پر خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت:

اسلامی حکومت کا بنیادی مقصد خدا کے دین اور شریعت کو روئے زمین پر استقرار واستحکام عطا کرنا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الحکم الا للّٰہ امر ان لا تعبدوا الاّ ایّاہ ذالك الدّین القیّم ولکنّ اکثر النّاس لا یعلمون ۔"(آیت ۴۰ سورہ یوسف)

فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔اس کا فرمان ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

یہی دین درست ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

" وان احکم بما انزل اللّٰہ ولا تتبع اھوائھم واحذرھم ان یفتنوك عن بعض ماانزل اللّٰہ الیك ۔"(آیت ۴۹ سورہ المائدہ)

اور آپ کو اے پیغمبرؐ ہم حکم دیتے ہیں کہ آپ ان کے معاملات میں خدا کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی حکم کیا کیجئے۔ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے اور ان سے ہوشیار رہئے کہ کہیں آپ کو اللہ کے اُتارے ہوئے کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کریں۔

قرآن کریم کے اس صریح وضاحت کی روشنی میں اسلامی حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت کو اپنا اہم مقصد قرار دے۔

خدا کے دین اور اس کی شریعت کی حاکمیت مختلف ثمرات اور امتیازات کی حامل ہے

جس کو اجمالی طور پر ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

ا۔ خداوند قدوس خالق کائنات ہے۔ وہ ہماری اچھائی کو ہم سے بہتر جانتا ہے کیونکہ اسی نے اس دنیا کو وجود و ظہور سے آراستہ کیا۔ اور وہ دنیا کے جملہ اسرار سے واقف ہے۔ اور سب چیزوں کو بخوبی جانتا ہے۔

(الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر)(آیت ۱۴سورہ الملک)

یعنی بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے اور وہ تو بڑا باریک بین واقف کار ہے۔

جب کہ یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ انسان کے ذریعہ بنائے گئے قوانین و ضوابط میں نقص ہوتا ہے

۲۔ خدا کے دین کی حاکمیت کے سایہ میں حاکم اور فرمان بردار نیز بادشاہ اور رعایا دونوں کیلئے قانون کی اطاعت لازمی قرار دی گئی ہے۔

دونوں کا فریضہ ہے کہ وہ قانون الٰہی کی پیروی کریں اور خود کو کسی قسم کی رعایت کا حق دار محسوس نہ کریں اس طرح سے خدا کے دین کی حاکمیت کے سایہ میں بلندی اور برتری کا پودا خشک نہیں ہوتا اور سبھی لوگ قانون کی نظر میں مساوی ہیں۔

(تلك الدّار الآخرة نجعلها للّذين لايريدون علوّا فى الارض ولا فساداً والعاقبة للمتّقين۔)سورہ القصص آیت ۸۳۔

یعنی آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لئے مقرر کردیتے ہیں جو زمین میں اونچائی، بڑائی اور فخر نہیں کرتے۔ نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔

۳۔جب حکومت کا مقصد خدا کی خوشنودی خدا کو قادر مطلق جاننا ہو۔

اسلامی حکمران غیر شرعی طریقے سے قوت حاصل کرنے کیلئے ہر گز آمادہ کوشش نہیں ہوتا اور نہ ہی عوام کو دھوکہ دیتا ہے نہ لوٹ کھسوٹ کرتا اور نہ قتل وغارت گری کی طرف مائل ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اسے بدنامی اور رسوائی جھیلنی پڑتی ہے۔ اور عوام باخبر ہو جاتے ہیں کہ وہ اسلامی حکومت کے مقاصد کی رعایت نہیں کرتا ہے۔

۴۔خدا اور اس کے رسول کی تعلیمات کی روشنی میں معاشرہ سماجی عدل وانصاف سے بہرور ہوتا ہے۔

(لقد ارسلنا رسلنا بالبیّنات وانزلنا معهم الکتاب والمیزان لیقوم النّاس بالقسط (آیت ۲۵ سورہ الحدید)

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (سماجی عدل وانصاف کے اصول) بھی نازل فرمائے تاکہ یہ لوگ لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف پر مبنی سلوک وبرتاؤ کریں۔

(ولا یجرمنّکم شنانُ قوم علی ان لاتعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقویٰ) آیت ۸ سورہ المائدہ۔

کسی قوم کی عداوت کہیں تمہیں عدل انصاف کی خلاف ورزی پر آمادہ نہ کردے پس عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔

اس طرح ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعثت انبیاء اور آسمانی کتابوں کو نازل کرنے کی ایک وجہ معاشرہ میں عدل وانصاف کا قیام رہا ہے۔

پس روئے زمین پر خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی سماجی زندگی کے مختلف شعبوں میں عدل انصاف سے بہرہ ہوتے رہیں۔

۵۔روئے زمین پر خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت کے سایہ میں ظلم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

آسمانی کتابوں اور پیغمبروں کی رہنمائیوں کی بنیاد پر ظلم کے خلاف نبرد آزمائی کرنا اہل ایمان کا وطیرہ رہا ہے اور عالمی تاریخ میں اس کی معرکتہ الآرا یادگاریں موجود ہیں جن کو کوئی بھی انصاف پسند انسان ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتا ہے۔

تمام انبیاء آدمؑ، نوحؑ اور خلیلؑ سے لیکر حضرت محمدؐ تک سبھوں نے ظلم کے خلاف جنگ کو اپنا اہم لائحہ عمل بنایا اور ان کے مصلح اور لائق پیروں کاروں نے بھی جور و ظلم کی بساط کو اکھاڑ پھینکنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑا یہاں تک کہ ایمان والوں میں سے بہت سے آزاد منش لوگوں نے اپنی جان کی قربانیاں دیں۔اس میں شک نہیں کہ یہ جہاد، فداکاری اور قربانی روئے زمین پر خداوند عالم کے دین و شریعت کی حاکمیت کے سلسلے میں کلیدی اور بنیادی کردار کی حامل ہے۔

۶۔ خدا کے دین کی حاکمیت جاہلانہ تعصّبات کو ختم کرتی ہے۔

(یاایھا النّاس انّا خلقناکم من ذکروانثیٰ وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم)سورہ حجرات آیت ۱۳)

ترجمہ :اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک ماں اور باپ سے پیدا کیا۔اور تم کو ملتوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

حق یہ ہے کہ خدا کے نزدیک وہی محترم ہے جو تم میں سب زیادہ پرہیز گار ہے۔

اس طرح خدا کا دین ہر طرح کے قومی، ملی اور نسلی تفریق کو باطل قرار دیتا ہے۔

البتہ یہ سب جانتے ہیں کہ جاہلانہ اور اندھے تعصّبات کو ختم کرنا خدا کے دین کے داعیوں کا اہم ترین کام رہا ہے اور ہم بخوبی جانتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام نے اس طرح کے تعصّبات کو ختم کرنے میں بہت کوششیں کیں اور زحمتیں اٹھائیں۔ اور ہر موقع پر تمام بشر کو اس جاہلانہ تعصّبات سے احتراز کرنے کی دعوت دی۔ اور لوگوں کو خبر دار کیا کہ اس طرح کے عقیدہ پر اعتقاد رکھنا خدا کے دین اور شریعت کی خلاف ورزی کرنا ہے۔

۷۔ روئے زمین پر خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت معاشرہ میں اخلاقی فضائل و کمالات کی نشو نما کا موجب ہوتا ہے۔

(وانّك لعلىٰ خلق عظيم) سورہ القلم۔ آیت ۴

اور بیشک اے نبی آپ عظیم اخلاق کے حامل ہیں۔

پیغمبرؐ نے فرمایا۔

(بعثت لاتمم مكارم الاخلاق)

میں عہدۂ رسالت پر فائز کیا گیا ہوں تاکہ اخلاقی قدروں کو منزل تک پہنچاؤں۔

اس طرح خدا کا دین اور شریعت اخلاقی کمالات و فضائل کو اہل ایمان اور داعیوں کے لئے اہم قرار دیتا ہے۔ اور ہر وہ معاشرہ جو اس نعمت سے بہرور ہوتا ہے دنیا کے لئے ایک عمدہ مثال ہوتا ہے۔

۸۔ حریت اور آزادی خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت کے ساتھ

عملی رنگ وروپ اختیار کر لیتی ہے۔

زمانہ قدیم ہی سے انسان حصول آزادی کا متلاشی رہا ہے اور اس لئے لگاتار کوشش کرتا رہا ہے۔ لیکن حقیقی آزادی اسی وقت میسر ہو سکتی ہے جب تمام انسان اللہ کی بندگی کے دائرہ میں آجائیں اور غیر اللہ کی بندگی کو ترک کردیں خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت کے بغیر، اس راستے کی ہر کوشش یاس اور ناامیدی پر ختم ہوتی ہے۔ اگر کوئی آزادی کے تحفہ کا طلبگار ہے تو وہ خود خدا کی اطاعت قبول کرلے اور لوگوں کو اس کی بندگی کے دائرہ میں لے آئے۔

بقول حافظ:

من همانندم که وضو ساختم از چشمهٔ عشق
چهار تکبیر زدم یکسره بر هر چه که هست

جی ہاں! یہی وہ عقیدہ ہے جس کی بنیاد پر انسان غیر خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہرگز قبول نہیں کرتا ہے۔ بلکہ جب کبھی غیر خدا کی عبادت کی بات کہی جاتی ہے تو اسے ٹھکرادیتا ہے اور اس طرح اسے حقیقی آزادی نصیب ہو جاتی ہے۔

۹۔ دین اور شریعت خداوندی کامل وشامل ہے۔

دین اور شریعت خداوندی تمام ابعاد زندگی پر غالب ہے۔ خدا کا دین محض بعض انسانی ضرورتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے بلکہ انسانیت کے تمام شعبے اس میں شامل ہوتے ہیں حتی کہ فکر واندیشہ، خلوت وجلوت ظاہر اور باطن، قیام وقعود، خواب وبیداری، غذا ولباس ومسکن، معاملات ومتفرقات، خوشی وغم، رضا وخشم، فقر وغنی، خاندان اور اولاد وبیوی، دوستی ودشمنی، صلح وجنگ، فرمانروا اور فرمانبردار غرضیکہ دنیا کی

تمام چیزوں پر اس کا غلبہ رہا کرتا ہے اور دنیا کی کوئی بھی چیز اس کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں ہے۔ زندگی کا ایسا کوئی شعبہ نہیں ہے جس کے لئے اس کے پاس مدوّن اور آمادہ قانون موجود نہ ہو۔

ہر شعبہ کا اپنا ایک مدون اصول و قانون ہوتا ہے۔ خداوند عالم کا یہ پسندیدہ دین زندگی کے مختلف شعبوں کے لئے ایک نمایاں اور منظّم ضابطہ کا حامل ہے پس دنیا اور آخرت، ظاہر و باطن، دین اور حکومت سب شعبے اس زمرہ میں آتے ہیں اور انسان کو دلیل و حجت سے ناموزوں اور غیر معتدل طریقہ سے، جو زندگی کے کچھ شعبوں کو اپنی طرف راغب کرتا ہے، بے نیاز کردیتا ہے۔ درحقیقت خدا کا دین اور شریعت الٰہی شخصی، خاندانی، سماجی، سیاسی اور فکری پریشانیوں کے علاج کا نسخہ ہے اور یہ ایک ایسی مجرب دوا ہے جو زندگی کے کسی حصے کو پریشانی اور مشکلوں سے دوچار نہیں ہونے دیتی ہے۔

اس مقصد میں کامیابی کی راہ

خدا کے دین اور الٰہی شریعت کی حاکمیت کو، جو اسلامی حکومت کا اہم ترین مقصد ہے۔ روئے زمین پر نافذ کرنے کا ایک واحد طریقہ یہ ہے کہ امت کی تربیت کی جائے۔ تاکہ امت وفادار مخلص ہو اور خدا کی حاکمیت کو خود اپنے اوپر اور اپنے خاندان اور معاشرہ کے درمیان نافذ کرنے کے لئے راستہ ہموار کرلے کیونکہ حکومت جبراً اسے لوگوں پر نافذ نہیں کراسکتی۔

(افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مؤمنین سورہ یونس ۔ آیت۹۹)

یعنی کیا تم لوگوں کو مجبور کرتے ہو تاکہ وہ مومن ہوں۔

ظاہر سی بات ہے کہ جو نسل اس مقصد کی علمبردار ہے اسے مندرجہ ذیل

خوبیوں اور خاصیتوں کا حامل ہونا چاہئے۔

قرآن کریم سے مضبوط اور اٹوٹ رشتہ۔

قرآن ایک کتاب ہدایت ہے اور روے زمین پر خدا کے دین اور اس کی شریعت کی حاکمیت کے نفاذ کے سلسلے میں یہ یقیناً کتاب ہدایت کا درجہ رکھتی ہے۔

(ذالك الكتاب لاريب فيه هُدىً للّمتقين) سورہ بقرہ آیت ۲

ترجمہ: اس کتاب میں کوئی شک نہیں (یہ) پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔

(ان هذ القرآن يهدى للتى هى اقوم۔ سورہ الاسراء۔ آیت ۹)

ترجمہ: بیشک قرآن ایسے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے جو صحیح تر اور درست تر ہے۔

پیغمبر اسلام نے قرآن کے وسیلہ سے عرب کے صحرا نشین اور تہذیب و تمدن سے نا آشنا لوگوں کی اس طرح تربیت کی کہ وہ بشریت کے قدیم ترین انسانی تمدن کے مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور مشہور و متمدن اور صاحب فکر و مہذب قوموں نے ان سے درس زندگی حاصل کرنا شروع کر دیا۔

یہ کتاب ہدایت خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت کو روئے زمین پر نافذ کرنے کے لئے رہنمائی کرتی ہے۔ اور اسلامی حکومت کا یہ فریضہ ہے کہ اس آسمانی کتاب اور امت کے مابین تعلق اور انس پیدا کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلامی حکومت کے مقصد سے غافل ہے۔

۲۔ ذمہ داری کا احساس اور لا پرواہی سے پرہیز:

خدا کے دین اور اس کی شریعت کا قانون اسی صورت میں روئے زمین پر نافذ ہو سکتا ہے کہ امت خدا کے حکم کی طرف سے بے اعتنائی و لا پرواہی نہ برتے۔ بلکہ اسے اپنی

ذمہ داری اور فرض کا احساس ہو۔

ایک مدت تک مسلمانوں کا اس بات پر قوی عقیدہ وایمان تھا کہ اگر دنیا کے کسی گوشے میں کوئی مسلمان ظلم کا شکار ہے تو وہ فوراً بے چین ہو جایا کرتے تھے اور اگر انہیں یہ پتہ چل جاتا تھا کہ فلاں جگہ کے لوگ خدا کے دین اور شریعت سے بے خبر ہیں تو انہیں سکون نہیں ملتا تھا جب تک کہ اس مرد مسلمان کو ظلم سے نجات نہ حاصل ہو جائے اور دین اور شریعت سے غافل لوگوں کے اندر ایمان کی شمع نہ روشن ہو جائے۔

(ومالکم لا تقاتلون فی سبیل الله والمستضعفین من الرّجال والنساء والولدان یقولون ربنا اخرجنا من هذه القریة الظالم اهلها واجعل لنا من لدنك ولیا وّاجعل لنامن لدنك نصیرا) (سورہ نساء آیت ۷۵)

ترجمہ: بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان ناتواں مردوں عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کی نجات و چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے خود اپنے پاس سے حامی مقرر کردے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا۔

جب تک مسلمان اس صدائے آسمانی کی طرف دھیان دیتے رہے تب تک اس ذمہ داری کو فراموش نہیں کیا اور نہ ہی اپنے اوپر بے اعتنائی کو غالب ہونے دیا۔ لیکن جب انہوں نے اس ذمہ داری سے غفلت برتی تو معاشرہ میں خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت کی رونق کم ہوتی چلی گئی اور لوگ عزت اور سربلندی کے اس چشمہ سے دور ہوتے گئے۔ اس لئے کوئی بھی نسل خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت روئے زمین پر اسی وقت نافذ کر سکتی ہے جب کہ وہ بذات خود متعہد اور متکلف اور ذمہ دار ہو۔

۳۔ایثار و قربانی۔

روئے زمین پر خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت کو نافذ کرنے والے رہنماؤں کی تیسری خاصیت ایثار و قربانی ہے۔ تاریخ اسلام ایمان والوں اور داعیوں کے ایثار اور ان کی قربانی کے اعلیٰ نمونہ سے بھری ہوئی ہے۔ وہ ایسے انسان تھے جنہوں نے اپنی تمام زندگی اخلاص کے ساتھ گذارتے ہوئے اپنی جان کی قربانی دے دی اور تاریخ میں انکی قربانی ایک مثال بن گئی۔

صحابہ کرام کے ایثار و قربانی کی حکایتیں اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہیں کہ بغیر ایثار و قربانی کے روئے زمین پر خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت برقرار نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا یہ پسند کرتا ہے اپنے بندوں کی ایک جماعت کو آسانی کے ساتھ عزت اور افتخار سے سرفراز کرے۔

(ولیعلم اللّٰہ الذین آمنوا ویتخذ منکم شھداء) سورہ آل عمران۔ آیت ۱۴

ترجمہ: تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہر کردے اور تم میں سے بعض کو شہادت کا درجہ عطا فرمائے۔

(ام حسبتم ان تدخلوا الجنّۃ ولمّا یاتکم مثل الّذین خلوا من قبلکم) سورہ بقرہ۔ آیت ۲۱۴

ترجمہ: کیا تم یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے۔ حالانکہ تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے اگلوں پر آئے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کی ایثار و قربانی کے بغیر روئے زمین پر خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت برقرار نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ ایثار و قربانی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

۴۔ راہ حق پر چلنے والوں کی سیرت سے واقفیت

جس قوم کو اپنے رہنماؤں کی سیرت کا علم نہیں ہوتا بلکہ اور قوم واس کے رہنماؤں کے درمیان فاصلہ ہوا کرتا ہے وہ بہت جلد غیروں کی شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیتی ہے۔

بزرگان دین کی سیرت سے مکمل واقفیت وآگاہی معاشرہ کی تکمیل وترقی کی راہ ہموار کرتی ہے اور یہی ارتقاء خدا کے دین کی حاکمیت کو روئے زمین پر نشو نما عطا کرتی ہے کیونکہ انسان گذرے ہوئے واقعات سے پند وعبرت حاصل کرتا ہے اور گذرے ہوئے لوگوں کے تجربات سے موقع ومحل پر استفادہ کرتا ہے۔ صالح بزرگوں کی راہ وروش فائدہ حاصل کئے بغیر اس عظیم مقصد یعنی روئے زمین پر دین وشریعت کی حاکمیت کے سلسلے میں کامیابی حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔

۵۔ عصری علم ودانش سے استفادہ

خداوند عالم نے ارادہ کیا ہے کہ خداداد فطرت سے مطابقت رکھنے والی صحیح علمی راہ وروش سے فائدہ حاصل کئے بغیر معاشرہ پر الٰہی دین وشریعت کی حاکمیت کا قیام عمل میں نہ آئے بلکہ مرد مومن کو چاہئے کہ خداوند عالم نے اسے جو علم عطا کیا ہے اس کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اس کی زمین ہموار کرے اور علم ودانش کے سایہ میں معاشرہ میں دین وشریعت خداوندی کی حاکمیت قائم ہو۔

(وعلم آدم الاسمآء کلها) سورہ بقرہ۔ آیت ۳۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھائے۔

(الرحمٰن علّم القرآن، خلق الانسان، علّمه البیان) سورہ رحمٰن۔ آیت ۱ تا ۴)

یعنی رحمٰن نے قرآن سکھایا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

اب یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں رہ گئی کہ اسلامی حکومت کے اغراض و مقاصد میں مکمل کامیابی حاصل کرنے کے لئے علمی راہ وروش کا استعمال لازمی ہے اور اگر عالمی فطرت سے میل کھانے والی علمی راہ وروش سے کام نہ لیا گیا تو اس راہ میں کامیابی ہرگز ممکن نہیں ہے۔ پس علم حاصل کرنا اسلامی معاشرہ کی ایک اہم ضرورت ہے جس کے ذریعہ دین وشریعت خداوندی کی حاکمیت کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔

۶۔ مقصد کی شناخت:

اسلامی حکومت اور دین شریعت کے پرچم کے سایہ میں مقصد زندگی کی شناخت اسلامی حکومت کے مقاصد کی تکمیل میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے یعنی مقصد زندگی کی مکمل شناخت کے بغیر اسلامی حکومت کے مقاصد تک رسائی حاصل کرنا ناممکن ہے۔ جو لوگ اپنی زندگی کے مقصد سے ناواقف ہوتے ہیں وہ گمراہی کے ٹیلے پر اپنا راستہ بھول جاتے ہیں۔ اور اس طرح وہ دین وشریعت خداوندی کی حاکمیت سے پوری طرح محروم رہ جاتے ہیں۔

صرف وہی لوگ اس نعمت کے لائق و مستحق ہیں جن کے پاس ایک روشن مقصد اور اپنے مقصد کی صحیح پہچان ہوتی ہے۔ (ربعی بن عامرہ، اسلامی فوج کا نمایندہ ایرانی جرنل رستم کے جواب میں کہتا ہے۔)

رستم: تمہیں کونسی چیز یہاں کھینچ لائی ہے۔

ربعی: ہمارے پروردگار نے ہمیں یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ ہم تم لوگوں کو بندگان خدا کی بندگی کی ذلت سے نجات دلاتے ہوئے خدائے وحدہ لاشریک وبے نیاز کی عبادت

وبندگی کی طرف راغب کریں اور تم لوگوں کو دنیا کی تنگی و بے سر و سامانی سے نجات دلاتے ہوئے دنیا و آخرت کی وسعت کی طرف متوجہ کریں اور ادیان و مذاہب کے ظلم و ستم سے نجات فراہم کرتے ہوئے اسلامی عدل وانصاف سے سر فراز کر سکیں۔[1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس دن مسلمان اپنے مقاصد سے بخوبی واقف و آشنا ہوتے ہی فوری طور پر دین خدا کی علمبرداری کے لائق ہوجاتے ہیں اور دنیا میں دینی مقاصد کو عملی جامہ پہنانے میں سرگرم ہوجاتے ہیں اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ مقصد سے ناواقفیت کی وجہ سے غیروں سے وابستگی کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ باقی نہیں رہ پاتا اور نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ ملت کا کوئی بھی فرد بیگانہ طاقتوں کے مکر و فریب سے محفوظ نہیں رہ جاتا ہے کیونکہ لوگ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ حکومت کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان کے لئے ہر مادی ممکن ترقی وخوشحالی فراہم کردی جائے۔ حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی حکومت کی ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے عوام کی مادی ترقی وخوشحالی کی زمین ہموار کرے لیکن اس کام کو اسلامی حکومت کا مقصد خیال کرنا مناسب نہیں ہے۔

ب۔ جاہلیت سے انکار۔

اسلامی حکومت کا ایک مقصد جاہلانہ بنیادی اصولوں اور معیاروں کی مکمل نفی وتردید ہے کیونکہ جاہلانہ افکار دینی عقائد اور اقدار کے تحقق میں رکاوٹ ہوتے ہیں۔
جاہلیت کی نابودی اور اس سے دوری وعلحدگی حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

ا۔ عقیدہ کی اصلاح:

انبیاء و علیہم السلام کا اولین مقصد عقائد کی اصلاح کرنا رہا ہے۔

(وَقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللّٰہ ربّی وربّکم)سورہ مائدہ۔ آیت ۷۲)

اور حضرت عیسی نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

(والی عادٍ اخاھم ھودا قال یا قوم اعبدو اللّٰہ مالکم من الہٍ غیرہ)سورہ الاعراف۔ آیت ۶۵)

ترجمہ: اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں

(والی ثمود اخاھم صالحا قال یا قوم اعبدو اللّٰہ مالکم من الہ غیرہ)سورہ الاعراف۔ آیت ۷۳)

ترجمہ: اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی حضرت صالح کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔

(ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبو الطاغوت)

ترجمہ: اور ہم نے ہر قوم کے لئے ایک پیغمبر بھیجا تاکہ خدا کی عبادت کرے اور طاغوت سے پرہیز کرے۔

(وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیہ انہ لاالہ الا انہ فاعبدون)

(سورہ الانبیاء۔ آیت ۹۲)

لہٰذا اسلامی حکومت کو دینی اعتقادات کی قدروں کی حفاظت کرنی چاہئے اور تبلیغی اعتبار سے اس طرح سرگرم عمل ہونا چاہئے تاکہ دشمنان اسلام کی تبلیغی سازشوں کو

جو ہمہ وقت اسلامی عقائد کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے میں لگی ہوئی ہیں، پوری طرح ناکام بنا سکیں۔ کیونکہ جب تک اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ نہ کی جائے گی اور اس رکاوٹ کو دور نہیں کیا جائے گا اس وقت تک دین اور شریعت خداوندی کی حاکمیت کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔

۲۔ اخلاقی عقائد کی نگہبانی اور اخلاقی مفاسد و بدعنوانیوں سے دوری وعلیحدگی:

تمام انبیاء علیہم السلام بخوبی جانتے تھے کہ اخلاقی اصلاح کے بغیر خدا کے دین اور شریعت کی حاکمیت مکمل طور پر روئے زمین پر نافذ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انسان عدم تحفظ کا شکار ہو جاتا ہے اور اس سے نجات نہیں پاتا اور تاریخ میں اپنا اہم رول ادا نہیں کر سکتا۔

(والتین الزیتون وطورسینین وهذاالبلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناه اسفل سافلین)۔ سورہ تین۔ آیت ۱ تا ۵

ترجمہ: قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی۔ یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا۔

اس آیۂ کریمہ کے ذیل میں استاد ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں۔

''جو لوگ ملامت آمیز اخلاقی مفاسد ولعنتوں مثلاً حرص، طمع خود پسندی، شہوت پرستی، نشیلی اشیاء کے دلدادہ، غصہ وحسد اور دیگر برے اعمال وافعال کے عادی ہو جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ ذلت ورسوائی کے سب سے نچلے طبقے میں گر چکے ہیں۔[۱]

پس روئے زمین پر خداوند عالم کے دین اور اس کی شریعت کی حاکمیت کے لئے اخلاقی مفاسد اور بدعنوانیوں کے خلاف جدوجہد کرنا نہایت اہم اور لازمی ہے کیونکہ اس

کے بغیر اس کام میں کامیابی حاصل کرنا قطعی ناممکن ہے۔

۳۔ سلوک ورفتار کی حفاظت ونگہداری

خداوند قدوس فرماتا ہے:

(مایلفظ من قول الاّ لدیه رقیب عتید)سورہ ق۔ آیت ۱۸)

انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔

(وکان اللّٰه علی کل شئٍی رقیباً)سورہ الاحزاب۔ آیت ۵۲

اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔

(وانّ علیکم لحافظین کراماً کاتبین)

اور بیشک تمہارے اوپر نگہبان رکھے گئے جو کہ محترم ہیں اور تمہارے اعمال کو لکھتے ہیں۔

جملہ انبیاؑ نے اس بات کی بھرپور کوشش کی ہے کہ لوگ راہ ایمان پر گامزن رہیں اور ان کی راہ روش پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور نظارت ونگہبانی کا یہ کام اس طرح انجام دیا جائے کہ ہر شخص خود ہی اپنے اعمال کا محافظ وپاسبان ہو۔

اسلامی حکومت دراصل معاشرہ کی حفاظت ونگہبانی کرتی ہے تاکہ سماج کسی قسم کی سماجی، اقتصادی اور سیاسی پریشانی میں مبتلا نہ ہونے پائے۔ کیونکہ جو خطرات اور امراض معاشرہ میں تباہی لائیں ان کا تدارک اسکے علاج سے بہتر ہے۔

اگر روئے زمین پر دین وشریعت کو عملی جامہ پہنانے والوں پر کڑی نگاہ نہ رکھی جائے تو وہ اکثر اوقات دین اور شریعت کے نام پر ایسے کام کے مرتکب ہو سکتے ہیں جن کا حساب تو دین کے کمانے میں لکھا جائے گا لیکن دین اور ان کے اعمال کے درمیان کوئی رشتہ نہ ہوگا۔

۴۔شر وفساد کے عوامل کی نفی وتردید۔

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:

(ولولا دفع اللّٰہ النّاس بعضھم ببعض لّفسدت الارض)سورہ بقرہ۔ آیت ۲۵۱۔

اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا۔

(ولا تبغ الفساد فی الارض) آیت ۷۷ سورہ القصص۔

اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔

(ولا تعثوا فی الارض مفسدین) سورہ الاعراف آیت ۷۴

ترجمہ :اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔

قرآن کریم میں فساد اور شر کی تردید سے متعلق آیات اتنی زیادہ ہیں کہ ان سب کا خلاصہ یہاں ممکن نہیں۔ کیونکہ دین کی اکثر ترقی یافتہ ثقافتوں قوموں اور ملتوں کی ہلاکت کی سب سے بڑی وجہ ہے یہی اخلاقی شر وفساد رہا ہے۔

(الم ترکیف فعل ربّك بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا فی البلاد وثمود الذین جابو الصخر بالواد وفرعون ذی الاوتاد الذین طغو فی البلاد فاکثرو فیھا الفساد فصب علیھم ربك سوط عذاب ان ربك لبالمرصاد)سورہ الفجر۔ آیت ۶ تا ۱۴

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عادیوں کے ساتھ کیا کیا۔ ستونوں والے ارم کے ساتھ جس کی مانند کوئی قوم ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی اور ثمودیوں کے ساتھ جنہوں نے وادی میں بڑے بڑے پتھر تراشے تھے۔اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔

ان سبھوں نے شہروں میں سر اٹھار کھا تھا اور بہت فساد مچار کھا تھا۔ آخر تیرے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسایا یقیناً تیرا رب گھات میں ہے۔

پس لوگ اسی وقت خدا کی حاکمیت کے تابع و فرمانبردار ہو سکتے ہیں جب وہ فساد (برائی) اور اس کے دیگر شکلوں سے آزاد اور مکمل نجات حاصل کر چکے ہوں۔ اور اسلامی حکومت کو چاہئے کہ رفع شر و فساد کو اپنے مقاصد میں شامل کرے۔

ج۔ دنیا میں عدل و انصاف کی اشاعت:

در حقیقت دنیا میں عدل و انصاف کی اشاعت کرنا اسلامی حکومت کا بنیادی مقصد ہے۔

(ان اللّٰه یامر کم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذاحکمتم بین النّاس ان تحکمو ابالعدل) سورہ النساء۔ آیت ۵۸)

اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو۔

(ان الله یامرکم بالعدل والاحسان) سورہ نحل آیت ۹۰

اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا حکم دیتا ہے

(وامرت لا عدل بینکم)سورہ شوریٰ۔ آیت ۱۵

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں۔

(وان حکمت فاحکم بینهم بالقسط ان الله یحبُّ المقسطین) سورہ المائدہ۔ آیت ۴۲

اور اگر تم فیصلہ کرو تو ان میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقیناً عدل والوں کے ساتھ اللہ محبت رکھتا ہے۔

(شهد الله انه لااله الا هو والملائكة واولو العلم قائماً بالقسط)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور صاحب علم لوگ بھی اس حقیقت کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان عدل وانصاف سے کام لیتا ہے۔

چنانچہ ہر مومن کا مقصد اور عقیدہ عدل وانصاف ہونا چاہئے۔ اور اسلامی حکومت کو بھی چاہئے کہ معاشرہ میں عدل وانصاف نافذ کرنے کی غرض سے اسے اپنے مقاصد کا جز تسلیم کرے اور اس کی طرف توجہ دیتے ہوئے اسے عمل میں لائے اور مناسب یہ ہے کہ مندرجہ ذیل امور کی رعایت کرے۔

ا۔ انتظامات کی ذمہ داری لایق اور اہل لوگوں کو دینی چاہئے تاکہ حکومتی امور کو انجام دیتے وقت عدل وانصاف کو اپنے پیش نظر رکھیں۔ جیسا کہ اس سے قبل اس کا تذکرہ سورہ النساء کی ۵۸ویں آیت میں کیا جا چکا ہے جو اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ پیغمبرؐ اور خلفاء راشدین کے طریقے سے اس حقیقت کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

جملہ امور میں عدل وانصاف کو فراموش نہ کیا جائے۔

(ولا يجرمنّكم شنـانُ قومٍ علىٰ الا تعدلوا اعدلوا هو اقربُ للتقوىٰ.

اس جرم میں نہ پھنسوا دے کہ تم ناانصافی کرنے لگو (خبردار (بلکہ تم ہر حال میں انصاف کرو یہی پرہیزگاری سے بہت قریب ہے۔ (سورہ مائدہ آیت ۸)

پس عدل وانصاف کے اجراء اور خیر ونیکی کی تبلیغ واشاعت کرتے وقت تمام پہلوؤں کو نگاہ میں رکھنا لازمی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی معاشرہ کے ایک پہلو کی طرف

زیادہ توجہ کی وجہ سے معاشرہ کی دوسری ضرورتوں کو پورا نہ کیا جاسکے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ قطعی مناسب نہ ہوگا کیونکہ اسلامی نظام حکومت کا مقصد سماج کے تمام شعبوں کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔ مثال کے طور پر ترقی کی ضرورت کو پورا کرتے وقت معاشرہ کے دیگر شعبوں کی ضرورت کا توازن نہ بگڑنے پائے یا کوئی دوسری پریشانی نہ اٹھ کھڑی کیونکہ اسلامی حکومت کا مقصد بہر حال عدل وانصاف ہونا چاہئے اور مرحلہ عدالت تک پہونچنے کے لئے بہر حال کچھ ضرورتوں کی تکمیل لازمی ہوتی ہے لیکن ان ضرورتوں کی تکمیل بھی عدل وانصاف پر مبنی ہونی چاہئے تاکہ سماج کا توازن برقرار رہے اور کوئی نئی پریشانی نہ آجائے۔

☆☆☆☆

حوالے:

۱۔ المعالم فی الطریق۔ سید قطب ص۔ ۲۷۴

۲۔ تفہیم القرآن جلد ۴ ص۔ ۴۰۶ المنصورہ

ولادت باسعادت صدیقہ طاہرہ

جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

کے موقع پر

پُر خلوص مبارک باد

قبول فرمائیں۔